سبق..18

شکر کا چکّر

صبح صبح گڑ کی چائے پلانے کے بعد والد صاحب نے راشن کارڈ اور دام دیتے ہوئے ہم سے کہا۔

''بیٹا شکر لانے کی کوشش کرو!''

کپڑا لے کر میں شکر لانے کے لیے چلا تو والدہ نے پکارا۔

''ٹھہرو! امام ضامن تو بندھوا لو۔''

بھابی بولیں۔

''ہاں اور نہیں تو کیا، دن کا کھانا بھی کھا لو اور رات کا ساتھ لیتے جاؤ۔''

دادی جان نے پکار کر والدہ سے کہا۔

''ارے بہو، اس غریب کا دودھ تو بخش دو۔''

بھائی صاحب بولے۔

"دیکھو ساتھ میں بستر لیتے جاؤ اور کچھ دام بھی رکھ لو۔ نہ جانے کیا ضرورت پڑ جائے؟"

بڑی بہن نے بلائیں لیتے ہوئے اپنا فرسٹ ایڈ بکس دیتے ہوئے کہا۔

"......اسے بھی ساتھ لیتے جاؤ۔"

"شکر لینے جا رہے ہو تو ہم لوگوں کا کہا سنا بھی معاف کرتے جاؤ۔"

بیگم نے آب دیدہ ہو کر دوپٹے سے آنسو پوچھتے ہوئے کہا۔

"مجھے کس پر چھوڑے جا رہے ہیں۔"

چاروں طرف سے جو یلغار ہوئی تو میں بوکھلا گیا اور سوالیہ نشان بنتے ہوئے کہا کون سا میدان جنگ میں جا رہا ہوں۔ ارے اسی گلی کے نکڑ پر تو شکر کی دُکان ہے، ایک چھپاکے میں گیا اور لایا۔ کیا اس سے پہلے گیہوں، مٹی کا تیل، دیا سلائی، ریزگاری اور کپڑا نہیں لا چکا ہوں۔

خانسامن بوا بلائیں لیتی بولیں۔

"خدا سلامت رکھے، چاند سے مکھڑے پر سہرا سجے، شکر لینے جائیں بھیاّ کے دشمن، آخر ہم نمک خوار کب کام آئیں گے۔!"

والد صاحب نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"نہیں! وہ زمانے گئے، جب عورتیں کنٹرول سے شکر لے آتی تھیں۔ کیا مرد چوڑی پہن کر گھر میں بیٹھنے کے لیے رہ گئے ہیں؟ جاؤ بیٹا! مگر ہاتھ پیر بچا کے رکھنا، بھیڑ بھاڑ سے گھبرا نہ جانا۔"

چچا جان بولے۔

"کہاں لڑکے کو بے وقت ہلکان کرنے کے لیے بھیج رہے ہو۔ صبح کے چھ بج چکے ہیں۔ لوگ سرِ شام ہی بستر لے کر شکر کی لائن میں لیٹ جاتے ہیں تاروں کی چھاؤں میں پہنچ جاتے ہیں تب کہیں شکر ملنے کی نوبت آتی ہے!"

چھوٹے بھائی نے کہا۔

"آج اخبار میں آیا ہے، شکر کی لائنوں میں جگہ جگہ فوجداریاں ہو رہی ہیں۔" اس کے بعد انھوں نے اپنے ٹیڈی پتلون کی جیب میں سے ڈسٹر نکال کر دیتے ہوئے کہا "احتیاطاً جیب میں ڈال لیجیے۔"

ابھی گھر کے بڑوں چھوٹوں میں میرے جانے یا نہ جانے کے بارے میں بات ہو ہی رہی تھی کہ میں شکر لینے کے لیے گھر سے نکل پڑا۔

جب میں شکر کی دکان پر پہنچا تو پہلے تو مجھے دھوکا ہوا کہ میں شکر کی دوکان پر نہیں بلکہ کسی ایسے سنیما گھر کے سامنے پہنچ گیا ہوں جس میں کوئی مار دھاڑ والی نئی نئی فلم آج ہی لگی ہے اور پورا شہر اسے آج ہی دیکھ لینا چاہتا ہے۔ حدِ نظر تک شکر کی لائن میں لوگ چیونٹیوں کی طرح لگے ہوئے تھے اور اسی لائن کو پولس والے ڈنڈوں کی مدد سے درست کر رہے تھے۔

شکر کے بہت سے امیدواروں کے کپڑے تار تار ہو چکے تھے اور حلیہ بتا رہا تھا کہ انہوں نے یہ جگہ بزور بازو حاصل کی ہے۔ اکثر بزرگ اپنی باری کے انتظار میں تسبیح لیے شکر حاصل کرنے والا کوئی جلالی وظیفہ پڑھ رہے تھے۔

ایک صاحب لائن ہی میں کھڑے کھڑے بری طرح چیخ رہے تھے کہ "ہائے میں لُٹ گیا!" معلوم ہوا کہ کسی نے موقع پا کر ان کی جیب صاف کر دی۔

لائن میں جہاں ذرا بھی سکون تھا وہاں لوگ اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے خراٹے لے رہے تھے ایک آدھ زندہ دلان لکھنؤ نے ماحول سے بیزار ہو کر وقت گزاری کے لیے کجری چھیڑ دی تھی، کچھ کرکٹ کے شائقین لائن میں جے ٹرنز سٹر رہے تھے۔

کچھ لوگ بغیر لائن والوں سے اپنی جگہ کا سودا کر رہے تھے اور کچھ بغیر لائن والے لائن میں لگے ہوؤں سے پوچھتے پھر رہے تھے۔

آپ میں سے کوئی چاہیں تو اپنی جگہ بیچ دیں۔

غرض لائن کا جائزہ لینے کے بعد شکر ملنے کی امید میں، کہ امید پر دنیا قائم ہے کلمۂ شہادت پڑھتا ہوا میں لائن میں کھڑا ہو گیا۔ مجھے لائن میں لگے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ میرے پیچھے بھی کئی سو حضرات لائن میں لگ گئے گویا اب یہ تھا کہ اگر مجھے شکر نہ ملی تو دوسرے سیکڑوں کو بھی نہیں ملے گی اور مجھے نہیں ملتی ہے تو کیا ہوا ہزاروں مجھ سے پہلے آنے والوں کو تو مل گئی! اس جمہوری خیال سے مجھے بڑی تقویت پہنچی اور میں لائن میں ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔

جب لائن میں کھڑے کھڑے تھک گیا تو کچھ دیر تو تکلفاً اکڑوں بیٹھا اس کے بعد مجبوراً پالتھی مار کر زمین پر بیٹھ گیا اور اپنے برابر والے کے اخبار کا مطالعہ کرنے لگا۔ اخبار میں لکھا تھا ''شکر کی مصنوعی قلت ختم۔ شکر کی کمی پر قابو پا لیا گیا۔'' اس کے بعد وزیر خوراک نے شکر کا مسئلہ دوسرے مسائل کی طرح بخیر وخوبی حل ہو جانے پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''ہمیں سوشلزم حاصل کرنے کے لئے اس قسم کے مسائل کو حل کرتے رہنا ضروری ہے۔'' اس کے بعد اخبار سے نفرت ہو گئی اور نظریں اس طرف سے ہٹا کر پھر لائن کا جائزہ لینے لگا۔ اتنے میں لائن میں کسی بانکے نے کسی کو چاقو مار دیا، جگہ کو لے کر جھگڑا شروع ہوا تھا، اور بات بڑھ گئی تھی۔ اس پر بھگدڑ نہ مچی کیونکہ جگہ چھوڑنے پر کوئی تیار نہ تھا۔ البتہ ایک زور کا ریلا آیا اور اسی ریلے کے ساتھ میں لائن کے باہر۔ اب جن صاحب کے آگے پیچھے میں گھنٹوں سے کھڑا تھا، ان تک نے مجھے پہچاننے سے صاف انکار کر دیا۔ میں ہوں کہ ایک ایک کو لاکھ یقین دلا رہا ہوں۔ حلف تک اٹھانے کو تیار ہوں، ایک آدھ کچھ پگھلا بھی، مگر پیچھے والوں نے ہنگامہ کرنا شروع کر دیا کہ:

''واہ صاحب! واہ ہم بے وقوف ہیں کہ صبح سے کھڑے ہیں۔'' ''یہ بھی کوئی طریقہ ہے، جب ہم سب کے بعد آئے ہیں تو سب کے آخر میں ہی کھڑے ہوئیے!''

ایک خوانچہ والے نے فقرہ کسا:

''بابو تھک گئے ہو گے! آؤ پہلے کچھ کھا پی لو۔ ایک صاحب کو میں نے لائن میں جگہ دی تھی اور دوسرے صاحب سے گھنٹوں بات چیت کرتا رہا تھا۔ میں نے دونوں کو لاکھ لاکھ یاد دلایا مگر دونوں صاف مکر گئے اور بولے۔

''میاں ہوش کی باتیں کرو، دیکھ رہے ہو لائن؟ بھلا اس میں کوئی کسی کو پہچان سکتا ہے؟''

سامنے ہی ایک سیاسی لیڈر وقت گزاری کے لیے اپنے برابر والے شخص کو سمجھا رہا تھا۔

''کل تک کسے یقین تھا کہ ملک آزاد ہو جائے گا۔ تم جانو چٹکی بجاتے میں تو سوراج مل گیا۔''

''سوشلزم'' لانے کی بات کا اس وقت جتنا چاہے مذاق اڑا لو اور چاہے اسے خیالی پلاؤ کہو یا کاغذی گھوڑا گردان لو۔ مگر آج نہیں تو کل بس اب سوشلزم آیا ہی سمجھو!''

کسی مسخرے نے یہ سن کر پیچھے سے نعرہ لگا دیا۔ ''انقلاب!'' اور زندہ باد کے ساتھ ہی زور کا ریلا آیا تو سیاسی لیڈر لائن سے بوتل کی کاگ کی طرح نکل کر باہر آ گیا۔

اب نیتا جی ہیں کہ لوگوں کی لاکھ خوشامدیں کر رہے، لال پیلی آنکھیں دکھا رہے ہیں، پھر نرم پڑ جاتے ہیں کبھی

گرم ہونے لگتے ہیں تو کبھی تقریر شروع کر دیتے ہیں، ''ڈسپلن'' وغیرہ جیسے الفاظ منھ سے نکالتے ہیں۔ مگر کیا مجال جو کوئی شکر خور ٹس سے مَس بھی ہو۔ ان کے مخاطب نے بھی ان کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے پولیس بلانے اور بھوک ہڑتال کرنے کی دھمکی دی مگر وہ بھی بے سود ہوگئی۔ اس کے بعد نیتا جی نے لائن کی صورت حال کا اندازہ لگانے کے لیے طوفانی دورہ کیا۔ میں بھی سائے کی طرح ان کے ساتھ لگا رہا کہ شاید اسی بہانے لائن میں دوبارہ شامل ہونے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔

انہوں نے ایک جگہ پر پہنچ کر کسی آدمی کے کان میں کچھ کہا۔

کوئی ایسا ہی لفظ تھا۔ مگر اس لفظ نے علی بابا کے کھل جا سم سم کی طرح خود بخود لائن میں کھٹ سے اتنی گنجائش پیدا کر دی کہ ایک آدمی اس میں اچھی طرح کھڑا ہو سکتا تھا، لہذا میں نے فوراً لائن کے اس خَلا کو پُر کر دیا۔

نیتا جی اور ان کے ہمدرد نے لاکھ زور مارا مگر میں ٹس سے مس نہ ہوا۔ میرا کہنا تھا لڑ کا سمجھ کر دَیا کیجئے ورنہ میں تو اس جگہ پر صبح سے کھڑا ہوں۔ مثل مشہور ہے کہ جب اچھے دن آتے ہیں تو پرائے بھی اپنے ہو جاتے ہیں۔

لہذا دو ایک حمایتی بھی پیدا ہو گئے اور ایک آدھ نے گواہی بھی دے دی۔ ان لوگوں کو سیاسی لیڈروں سے خدا واسطے کا بیر تھا، وہ سب میری طرف سے بولنے لگے اور بولے ''بھائی آپ کیا کہہ رہے ہیں، ہم تو ان کو صبح سے لائن میں دیکھ رہے ہیں۔''

سیاسی لیڈر صاحب لائن کی جگہ حاصل کرنے کو کونسل کی ممبری کے مسئلے کی طرح وقار کا سوال بنا چکے تھے۔ انھوں نے خوب خوب ہاتھ پیر مارے، پینترے دکھائے، کبھی معلوم ہوتا کہ بس اب واقعی وہ بلوہ کرا کے ہی دم لیں گے، مایوسی کے عالم میں انھوں نے فرقہ وارانہ جذبات اُبھارنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ مگر جہاں اتنے شکر خور ہوں وہاں بھلا یہ کیسے ممکن تھا۔

قریب تھا کہ وہ لائن میں آجائیں یا مجھے لائن سے نکلنا پڑے کہ اچانک شکر کی دوکان کے مالک نے بھونپو سے اعلان کیا کہ ''دکان شکر ختم ہونے کی وجہ سے بند کی جاتی ہے۔''

یہ سنتے ہی میں نے سیاسی لیڈر سے کہا ''پھر بھائی آپ ہی لائن میں آجایئے۔''

انھوں نے مجھے گھور کر کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ لائن میں کھڑے لوگ کھل کھلا کر ہنسنے لگے۔ قبل اس کے کہ لائن والے مجمع کی شکل میں شکر کی دُکان پر حملہ آور ہوں اور سیاسی لیڈر مجھ پر، میں لائن میں سے نکل کر اپنے گھر پہنچ چکا تھا۔

☆ ماخوذ

مشق

معنی یاد کیجیے:

شکر — چینی

فرسٹ ایڈ بکس — (ایک چھوٹا ڈبہ جس میں ضرورت کی کچھ اہم دوائیں رکھی جاتی ہیں)

یلغار — حملہ

خانساماں — باورچی

کنٹرول — وہ دکان جہاں سے سرکاری قیمت پر راشن تقسیم ہوتا ہے۔

ہلکان — پریشان

فوجداری — لڑائی بھڑائی

مصنوعی — بناوٹی

قلت — کمی

مجمع — بھیڑ

سوچیے اور جواب دیجیے:

1۔ مضمون نگار کو شکر لانے میں کیا کیا پریشانیاں ہوئیں؟

2۔ گھر کے لوگ اُنہیں شکر لانے کے پہلے کیا کیا کہہ رہے تھے؟

3۔ شکر کے لئے لائن لگنے والوں کی حالت کیسی ہوگئی تھی؟

4۔ نیتا جی نے لائن میں جگہ بنانے کے لئے کیا کیا کوششیں کیں؟

ان الفاظ سے جملے بنایئے:

صبح، دکان، غریب، بستر، پریشان

ان الفاظ کی جمع بنایئے:

وقت، بہن، امیدوار، دکان، خبر

ان الفاظ کی ضِد بتایئے:

والد، زمین، اُمید، شریف، قلت، نفرت

خالی جگہوں میں دیئے گئے الفاظ بھریئے:

1۔ بیٹا.........لانے کی کوشش کرو۔ (شکر، مٹھائی)

2۔ ٹھہرو امام ضامن تو............ (بندھوالو، رکھوالو)

3۔ آج.........میں خبر آئی ہے۔ (اشتہار، اخبار)

4۔ شکر کی لائن میں لوگ.............کی طرح لگے ہوئے تھے۔ (ہاتھیوں، چیونٹیوں)

غور کیجیے:

آپ نے جو مضمون پڑھا اُسے ''انشائیہ'' کہتے ہیں۔ اِس میں ہلکے پھلکے انداز اور ہنسی مذاق کے لہجے میں بڑے پتے کی بات کہی جاتی ہے۔ جیسے اِس انشائیہ میں سرکاری کنٹرول کے ذریعہ شکر کی تقسیم میں ہونے والی دشواریوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

عملی سرگرمی:

☆ آپ اپنے محلے کی راشن کی دکان کا پتہ لگایئے اور دیکھئے کہ وہاں لوگوں کو راشن لینے میں کِن کِن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے!